خالد مسعود خان

حالیہ دہشت گردی
اور ایک ''مولوی'' کے خدشات

یہ ایک حیران کن بات ہے کہ وہ پیدائشی احراری ہونے کے باوجود ایک اعتدال پسند ''مولوی'' ہے۔ ویسے تو اسے پسند کرنے کی درجنوں وجوہات ہو سکتی ہیں مگر اسے دو وجوہات کی بنا پر پسند کرتا ہوں۔ پہلی یہ کہ وہ میرا دوست ہے اور دوسری یہ ہے کہ وہ ایک پڑھا لکھا ''مولوی'' ہے۔ قریب پچیس سال ہونے کو ہیں، جب میں نے اور اس نے ایک ہی سال گریجوایشن کی۔ وہ گورنمنٹ ولایت حسین اسلامیہ کالج کا طالب علم تھا اور میں گورنمنٹ کالج بوسن روڈ میں پڑھتا تھا۔ ہماری دوستی بین الکلیاتی تقریبات میں شرکت کے دوران شروع ہوئی اور دو چار سالوں تک یہ دوستی تیسرے عشرے کو پار کر جائے گی۔

سید کفیل بخاری، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا نواسہ ہے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو اس سے بڑی محبت تھی اور اس کی بنیادی وجہ شاید یہ تھی کہ کفیل بخاری ان کی دوسری نسل کا پہلا لڑکا تھا۔ اس سے پہلے شاہ صاحب کی نواسی اور کفیل بخاری کی بڑی بہن شاہ صاحب کی محبت سے سرفراز ہو چکی تھی۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کی محبت کا صحیح لطف کفیل بخاری نے اٹھایا۔ کفیل بخاری کی عمر تب چار سال کے لگ بھگ تھی، جب سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا انتقال ہوا۔

کفیل بخاری کی بچپن کی یادداشت خاصی اچھی ہے، اسے اپنے نانا کی زندگی کی ایک ایک بات پوری صحت کے ساتھ یاد ہے۔ شاہ صاحب بعد نماز عصر چائے پیتے تھے اور اس کے بعد پان لگا کر کھاتے تھے۔ اس دوران وہ چار سالہ کفیل بخاری کو پاندان لانے کا کہتے۔ کفیل بخاری ان کے پاندان کو بمشکل اٹھا کر ان کے پاس لاتا اور پھر وہیں کھڑا ہو جاتا تاوقتیکہ شاہ جی اسے اپنے ہاتھوں سے پان کا چورا سا بنا کر اس کے منہ میں ڈال دیتے اور اس کے سرخ و سفید منہ کو پان سے مزید ''لال'' ہوا دیکھ کر خوش ہوتے۔

کفیل بخاری کو شاہ صاحب کی زندگی کا آخری دن پوری جزئیات کے ساتھ یاد ہے۔ اس کے بڑے ماموں بڑی تیزی سے اس کے پاس آئے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسی تیزی سے واپس چل دیئے۔ وہ اسے اس کمرے میں لائے جہاں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ جان کنی کے عالم میں چارپائی پر دراز تھے۔ بڑے ماموں نے گلاس اپنے ہاتھوں میں تھام کر چمچ، کفیل بخاری کے ہاتھوں میں پکڑایا اور کہا کہ وہ اپنے نانا کے منہ میں آب زم زم ڈالے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے منہ

میں آبِ زم زم کا آخری چمچہ کفیل بخاری نے ڈالا۔ ماموں نے ننھے کفیل بخاری کو بتایا کہ نانا ’’اللہ اللہ‘‘ کہہ رہے ہیں۔ کفیل بخاری نے غور کیا تو اسے ان کی زبان ہلتی نظر آئی۔ ان کے لبوں پر دم واپسیں اللہ کا نام جاری تھا۔ کفیل بخاری چشم تصور میں وہ ہلتی ہوئی زبان آج بھی اپنی آنکھوں کے سامنے پاتا ہے۔ اسے اپنے نانا کا سفرِ آخرت بھی یاد ہے۔ جب اس نے ان کا جنازہ گھر سے باہر لے جانے کے بعد پوچھا کہ نانا کہاں جارہے ہیں؟ جواب ملا وہ اپنے اللہ کے پاس جارہے ہیں۔ بے شک ہر شخص نے لوٹ کر اسی کے پاس جانا ہے۔

تب اس کی داڑھی اتنی گھنی اور اتنی لمبی نہیں ہوئی تھی۔ وہ مقابلہ حسن قرأت سے بین الکلیاتی تقریبات میں شرکت کا آغاز کرتا۔ پھر سیرت النبی، پنجابی اور اردو مباحثوں میں حصہ لیتا۔ خطابت اس کی خاندانی وراثت تھی۔ اس میں ایک اعلیٰ پائے کے خطیب کی ساری خوبیاں موجود تھیں لیکن اس میں ’’ملائیت‘‘ کا شائبہ تک نہ تھا۔ اتنے بڑے علمی اور دینی گھرانے سے تعلق کے باوجود وہ عام لڑکوں جیسا لڑکا تھا بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ عام لڑکوں سے کچھ زیادہ شرارتی اور زندہ دل تھا۔

اب میں جب دارِ بنی ہاشم کے دروازے پر جلسے کا ایسا اشتہار دیکھتا ہوں، جس میں صاحبزادہ حضرت مولانا سید کفیل بخاری دامت برکاتہم وغیرہ جیسے لمبے چوڑے القابات کے ساتھ اس کا نام چھپا ہوتا ہے تو مجھے بڑی حیرانی ہوتی ہے کہ یہ کون شخص ہے، جسے میں ۳۰ سالہ دوستی کے باوجود نہیں جانتا، پھر مجھے ہنسی آجاتی ہے۔ میں جب دارِ بنی ہاشم میں داخل ہوتا ہوں تو گرمیوں میں بعد نماز عصر عموماً وہ مدرسہ کی لائبریری کے باہر بان کی چارپائی پر بیٹھا ہوتا ہے۔ سردیوں میں وہ عموماً لائبریری کے اندر ہوتا ہے اور مجھ سے پوچھے بغیر کسی بچے کو گھر بھجوا کر کشمیری چائے منگوالے گا۔ سردیوں میں اس کے پاس جانے کا ایک مقصد کشمیری چائے پینا ہوتا ہے۔ میں نے کشمیری چائے پینا اور بنانا اسی کے گھر سے سیکھا ہے۔ وہ کتابوں کے درمیان خوش رہنے والا شخص ہے اور عموماً انہی کے درمیان ہی ملتا ہے۔ جگہ کی قلت کی وجہ سے لائبریری چوڑائی میں تو نہیں بڑھ سکتی مگر اونچائی کی طرف ضرور بڑھ سکتی ہے۔ نتیجتاً لائبریری میں کتابیں چھت تک لگی ہوئی ہیں اور ان کو اتارنے کے لیے لائبریری میں مستقل ایک سیڑھی موجود ہوتی ہے۔ اخبارات کی پوری فائل ہوتی ہے، جس کا بغور مطالعہ وہ صبح ہی کر لیتا ہے۔ اداریئے، تجزیئے اور کالم اس کی خصوصی توجہ کا نشانہ بنتے ہیں۔

وہ صاحب مطالعہ ’’مولوی‘‘ ہے اور حالات حاضرہ سے مکمل باخبر بھی ہے۔ وہ جہاد کے ساتھ حصول علم کی تاکید کی اہمیت سے نہ صرف آگاہ ہے بلکہ موجودہ حالات میں مسلمانوں کی حالت زار کی وجوہ عمومی مولویوں کی طرح صرف اسلام سے دوری کو ہی قرار نہیں دیتا بلکہ اس کی گہرائی میں جاکر اسے علم سے دوری کا باعث قرار دیتا ہے۔ وہ جدید تعلیم کا مخالف نہیں بلکہ اس حدیث مبارکہ کے عین مطابق جس میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ’’علم مومن کی کھوئی ہوئی میراث

ہے' یہ جہاں سے ملے' اسے حاصل کر لے۔'' یہ سمجھتا ہے کہ جدید علوم بشمول سائنس وٹیکنالوجی کا حصول وقت کی ضرورت ہے۔بس ان علوم کے حصول کے دوران وہ لائن عبور نہ کی جائے' جو ہمارے بنیادی عقیدے سے ٹکراتی ہو۔وہ ایک روشن خیال اورعہد جدید کے تقاضوں سے آگاہ مولوی ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ ''زبیدہ جلال'' کی موجودہ پالیسی سے متفق ہے۔وہ اپنے تمام تر مذہبی عقائد کو پورے فخر کے ساتھ قبول کرنے کے بعد ان عقائد کی روشنی میں جدید تعلیم کا قائل ہے۔وہ جدید تعلیم کو پاکستانی ایجنڈے کی روشنی میں نافذ کرنے کا تو حامی ہے جس میں دین اور دنیا کا توازن برقرار رہے' لیکن وہ اس جدید تعلیم کا سخت مخالف ہے جو ہمیں اسلام کے بجائے سیکولرازم کی جانب مائل کر دے۔وہ غلام پیدا کرنے والے موجودہ نصاب سے بھی مطمئن نہیں لیکن اس میں امریکی ایجنڈے کی روشنی میں کی جانے والی تبدیلیوں کا بھی شدید ترین نقاد ہے۔

اس سے حالیہ دہشت گردی کے واقعات پر تفصیلی بات ہوئی۔کہنے لگا میں اپنے تمام تر بہترین علم اور اپنے حلقے میں موجود تمام صاحب علم لوگوں سے حاصل ہونے والی معلومات کی روشنی میں یہ بات سو فیصد یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت ملک میں شیعہ سنی کے درمیان تناؤ کی وہ صورت حال ہرگز نہیں کہ اس کی بنیاد پر ایک دوسرے کو قتل کرنے لگ جائیں۔دونوں طرف کے انتہا پسندوں کی ہلاکتوں' گرفتاریوں اور نیٹ ورک کی تباہی کے بعد حالات کافی درست ہوئے ہیں۔بہت سے قابل فخر لوگوں کی بے گناہ ہلاکتوں نے دونوں اطراف کے عام آدمی کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ یہ طریقہ کار کسی بھی مسئلے کا حل نہیں ہے۔کہنے لگا کہ میں اپنے یقین کامل کی بنیاد پر کہہ سکتا ہوں کہ حالیہ دہشت گردی اور قتل و غارت کے واقعات کے پیچھے کوئی مذہبی جماعت نہیں ہو سکتی۔آپ اگر ان واقعات کا باریک بینی سے جائزہ لیں تو آپ کو ایک حیران کن بات سمجھ میں آئے گی کہ دہشت گرد دونوں طرف مختلف انداز میں ہلاکتیں کر رہے ہیں۔

اکثریتی فرقے کے نامور عالم دین، چیدہ چیدہ اور چنیدہ افراد مارے جا رہے ہیں جبکہ دوسری طرف عام لوگوں کا قتل عام کیا جا رہا ہے۔کراچی میں ایک ماہ کے دوران دو مساجد اور امام بارگاہ میں بم دھماکوں کا شکار عام آدمی ہیں' جبکہ کراچی میں صرف جامعہ بنوری ٹاؤن کے بہت بڑے محقق' مترجم اور نہایت ہی اعلیٰ پائے کے عالم دین جو جدید ترین علوم سے آگاہی رکھتے تھے اور مذہبی تعلیم کو بڑے جدید انداز میں اپنے طلبہ تک پہنچانے کی سعی میں مصروف تھے' ڈاکٹر حبیب اللہ مختار (پی ایچ ڈی) کو ان کے ساتھی عالم دین مفتی سمیع اللہ کے ہمراہ شہید کر دیا گیا۔پھر اسی مدرسہ کے مہتمم مولانا یوسف لدھیانوی شہید ہوئے اور اب اسی مدرسے کے مہتمم اور نہایت ہی قابل احترام بلند پایہ عالم دین مفتی نظام الدین شامزئی کو شہید کیا گیا۔ایک ہی مدرسے کے یکے بعد دیگرے چار قابل قدر علمائے دین کی شہادت سے عام آدمی تو جو متاثر ہوگا سو ہوگا' اس مدرسے کے علمی اور تحقیقی کام پر جو پہاڑ ٹوٹا ہے' اس کی تلافی ناممکن ہے۔مفتی شامزئی تو ویسے بھی اپنے تمام تر

’’پروطالبان‘‘ نظریات کے باوجود بڑے پرامن اور معتدل رویے کے حامل عالم دین تھے۔ یہ مفتی شامزئی ہی تھے جنہوں نے حکومت کی درخواست پر اپنے ذاتی اثر ورسوخ کو استعمال کر کے شاہراہ ریشم کو کھلوایا تھا، ایسے لوگوں کا قتل کون کر رہا ہے؟

ملک میں بالکل غیر قدرتی انداز میں دوبارہ شیعہ سنی قتل و غارت گری کیوں شروع ہوگئی ہے؟ میں پورے یقین سے کہہ رہا ہے کہ اس دہشت گردی میں دونوں فرقوں کی مذہبی جماعتیں نہ صرف یہ کہ شامل نہیں بلکہ وہ اس سے تنگ آچکی ہیں اور اسے ہر قیمت پر روکنا چاہتی ہیں۔ ایسی صورتحال میں ان وارداتوں کا اصل مجرم کون ہے‘ جو تمام تر حکومتی دعوؤں کے برعکس نہ تو گرفتار ہو رہے ہیں اور نہ ہی سامنے آرہے ہیں۔ یہ جو بھی کر رہا ہے وہ ’’الف‘‘ سے شروع ہوتا ہے یہ امریکہ‘ اسرائیل‘ انڈیا یا ایجنسیاں ہوسکتی ہیں‘ لیکن ایک بات طے ہے کہ یہ کسی بڑے لوکل آپریشن کا پیش خیمہ ہے۔ اس میں وانا والے بالکل ملوث نہیں لیکن ان پر ملبہ ڈالا جاسکتا ہے۔ یہ ملبہ بہت سے لوگوں کو برباد کرنے کے لیے کافی ہے جس طرح ورلڈ ٹریڈ سنٹر کا ملبہ بالآخر پورے عالم اسلام پر آن گرا ہے۔ حالیہ دہشت گردی اور ابھی اس کے بعد ہونے والے مزید واقعات کسی بڑے کسی بڑے لوکل آپریشن کا نقطہ آغاز ہوسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آنے والے دنوں میں مذہبی قوتوں کو اپنی امان میں رکھے‘ لیکن حالات کچھ اچھے نظر نہیں آرہے۔

میں کفیل بخاری کے بارے میں بتا چکا ہوں کہ وہ حالات حاضرہ سے آگاہ مولوی ہے اور احراری کسی حادثے کی بو پہلے ہی سونگھ لیتے ہیں۔ کفیل بخاری کے خدشات کو صرف اس بنیاد پر رَدّ کرنا کہ یہ ایک ’’مولوی‘‘ کے خدشات ہیں، ایک حماقت انگیز خیال ہوگا لیکن ہم اس کے خدشات کا کیا حل نکال سکتے ہیں؟ جنہوں نے اس کا حل نکالنا ہے انہیں اس سے زیادہ اور اہم کام درپیش ہیں۔ دوسروں کو درپیش خطرات کا سدباب کرنا ہمارا فرض اوّلین ہے۔ ملک کے عوام کو درپیش خطرات فی الوقت ثانوی اہمیت کے حامل خطرات ہیں‘ ان سے بعد میں نمٹا یا جائے گا۔

(مطبوعہ: ’’خبریں‘‘۔ ۳؍ جون ۲۰۰۴ء)

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس‘ تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان فون: 0641-462501